۹۲۶۵
۳۸/۱۱/۶

28/7/18

re-fatwa@darululoomkarachi.edu.pk

From: Jamia Darululoom Karachi <sylar_ali@yahoo.com>
Sent: Saturday, July 22, 2017 11:52 PM
To: re-fatwa@darululoomkarachi.edu.pk
Subject: استفتاء متعلق ایسی کتب شئیر کرنے کہ جن میں باطل احادیث ہوں
Attachments: 116_865_1500792624693_.pdf

ولدیت یا زوجیت / Father's or H/W	شمشاد خان
نام / :Name	شوکت علی
جنس / Gender	مرد
عمر / Age	29
شناختی کارڈ نمبر / :CNIC N0	1620233098569
ای میل/ :E-mail	sylar_ali@yahoo.com
رابطہ نمبر/ : Contact No	03459700318
ملک کا نام / : Country	Pakistan
موجودہ پتہ / :Address	شہر : ٹوپی ، صوبہ : خیبر پختونخوا
عنوان / Subject	استفتاء متعلق ایسی کتب شئیر کرنے کہ جن میں باطل احادیث ہوں

http://darululoomkarachi.edu.pk/ur/wp-content/uploads/arforms/userfiles/116_865_1500792624693_.pdf

السلام علیکم

1 کیا ایسی کتب نیٹ پر افادہ عام کیلئے عامیوں غیر علماء کے حلقہ میں شئیر کر سکتے ہیں یا نہیں ،

جن میں ضعیف یا باطل احادیث ہوں

جیسے

تنبیہ الغافلین لابی الیث السمرقندیؒ ،

حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الصفہانیؒ ،

احیاء علوم الدین لامام غزالیؒ وغیرہ

وضاحت

ان کتب کے ترجموں میں تخریج اور حکم نہیں لکھا ہوتا

اور لکھا ہو بھی تو عوام اسے نہیں سمجھتے

یا

موجودہ کسی عالم کی ایسی کتاب جس میں ایسی احادیث موجود ہوں

کیونکہ

جب یہ کتب علماء دیکھتے ہیں ، تو انکو تو ان روایات کا حال معلوم ہو جاتا ہے

لیکن

عوام تو ان کتب میں جب احادیث دیکھ لیتے ہیں تو وہ تو ان کتب میں سب کے سب احادیث کو معتبر جان کر عمل کرینگے

اور دوسروں کو بھی بیان کرینگے

تو کیا

یہ جس شخص نے یہ کتب شئیر کئے ہیں

تو کیا وہ بھی اس گناہ میں پھر شریک ہو گا ؟

2

اور جز 1 سوال کے متعلق

کیا

اس سے فرق پڑتا ہے

کہ کسی کتاب میں اگر شدید ضعیف اور باطل احادیث ہوں

لیکن

پوری سند بھی ذکر ہو اگرچہ اس میں کذاب راوی یا دوسری کوئی سقم ہو

اور

ایک کتاب میں سند بھی ذکر نہ ہو اور صرف حدیث کا متن ذکر ہو

اور وہ حدیث باطل ہو یا شدید ضعیف ہو

تو ایسے کتب کو عوام کو دینی یا شئیر کرنا جائز ہے کہ نہیں ؟

3

اور کیا ایسے کتب میں اکثریت کو دیکھا جائے گا کہ اکثر روایات کیسے ہیں یا نہیں ؟

کیونکہ

اگر اکثریت کے لحاظ سے حکم دیا تو اس سے کیا

باطل یا بے اصل حدیث تو ایک بھی بیان کرنا

یا اس میں مددگار بننا

لازم نہیں آتا کیا ؟

دار الافتاء

جیسے فضائل اعمال میں کچھ احادیث پر محققین کا اعتراض ہے

جیسے

نماز کو قضا کرنے پر وہ حقب عذاب والی حدیث جسکی سند ہی کسی کو معلوم نہیں ، تو اس کو تو حضور علیہ السلام سے فی الحال منسوب بھی نہیں کر سکتے

اور

بے نمازی کے 15 قسم کے عذاب والی حدیث جسکی آپ نے بھی مجھے فتویٰ نمبر 81 1869 میں وضاحت کی تھی

کہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت یہ بھی کہنا چاہیے کہ اس حدیث پر اعتماد مت کریں بر کلام محدثین

تو کیا اگر میں نے مسجد کے لئے فضائل اعمال کتاب خرید لی اور

لوگ ان مذکورہ احادیث کو بغیر وضاحت کے بیان کریں اور مذید یہ کہ ان احادیث کو بطور حجت اور دلیل کے بیان میں یا عام گفتگو میں پیش بھی کریں جو وہ کرتے بھی ہیں ، عام مشاہدہ ہے اور مُں نے بھی بارہا خود سنا اور دیکھا ہے

تو کیا مجھے گناہ ہو گا کہ نہیں ؟

کیونکہ ایک دفعہ اسی خیال کی وجہ سے میں نے مسجد کے لئے فضائل اعمال کتاب خریدنے سے توقف کیا تھا

کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تو احادیث بیان کرنے میں کتنی احتیاط کرتے تھے

جب کہ انہوں نے خود بھی سنا ہوتا تھا

چہ جائیکہ کسی حدیث میں شک ہو بقرائن اس کے غیر معتبر ہونے کہ

پھر تو وہ بیان کرتے ہی نہ ہونگے

واللہ اعلم

جزاک اللہ خیرا

دارالافتاء

جواب منسلک ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دار الافتاء

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲)۔۔۔ایسی کتب جن میں احادیث بیان کی گئی ہوں، وہ کئی طرح کی ہیں:

(الف)۔۔۔ان کا اصل موضوع ہی حدیث شریف کی روایت ہو۔

(ب)۔۔۔اصل موضوع کچھ اور ہو، مثلاً تفسیر، تبلیغ دین، اخلاق، تصوف، یا فضائل وغیرہ۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو صورتیں ہیں:

(الف)۔۔۔ان میں اکثر یا ساری احادیث کم از کم حسن لغیرہ یا مقبول کے درجے میں ہوں۔

(ب)۔۔۔اکثر یا ساری ضعیف/موضوع وغیرہ ہوں۔

ان کو پھیلانے اور شئیر کرنے سے متعلق درج ذیل تفصیل ہے:

(الف)۔۔۔وہ کتب جو حدیث کے موضوع پر ہوں، اور ان کی اکثر یا ساری احادیث کم از کم حسن کے درجے میں ہوں، البتہ ان میں سے کچھ ضعیف بھی ہوں، ایسی کتب کو پھیلانے اور شیئر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (للاکثر حکم الکل)۔ خود صحاح ستہ میں سے بھی بعض کتب ایسی ہیں کہ جن کی بعض احادیث پر بعد میں ضعف کا حکم لگایا گیا ہے، اس کے باوجود ان کے پھیلانے میں کبھی بھی کسی بھی زمانے میں حضراتِ محدثین ؒ کی طرف سے روک تھام نہیں کی گئی، اس لیے ایسی کتب کو شیئر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام نسائی ؒ اور امام ابوداود ؒ اپنی اپنی سنن میں بعض اوقات ضعیف راویوں سے بھی روایت کرتے ہیں:

نقل السخاوي في فتح المغيث عن الحافظ ابن منده مما سمعه من محمد بن سعد الباوردي ((أن النسائي صاحب السنن لا يقتصر في التخريج عن المتفق على قبولهم بل يخرج عن كل من يجمع الأئمة على تركه)) قال العراقي ((وهو مذهب متسع)) قال ابن منده ((وكذلك أبو داود يأخذ مأخذ النسائي يعني في عدم التقيد بالثقة والتخريج لمن ضعف في الجملة وإن اختلف صنيعهما)) وقال السخاوي ((أبو داود يخرج الضعيف إذا لم يجد في الباب غيره وهو أقوى عنده من رأي الرجال---- ((قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث - (1 / 74)))

تنبیہ: اگر ایسی کتب میں کوئی حدیث موضوع یا شدید ضعیف ہو تو اگر ان کتب میں یا ان کے حواشی وغیرہ میں ان کے موضوع یا شدید ضعیف ہونے کی نشاندہی کر دی گئی ہو تو بھی ان کا پھیلانا اور شئیر کرنا درست ہے۔

(ب)۔۔۔وہ کتب جو حدیث کے موضوع پر ہوں، اور ان کی اکثر احادیث ضعیف یا اس سے بھی نچلے درجے کی ہوں، **تو اگر مصنف نے خود صراحت کر دی ہو کہ اس کتاب کی احادیث ضعیف یا موضوع ہیں، تو اس کے**

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

پھیلانے اور شیئر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بعض کتب لکھی ہی اسی مقصد کے لیے گئی ہیں کہ لوگوں کے سامنے احادیث ضعیفہ یا موضوعہ کا ایک ذخیرہ آجائے تاکہ کوئی ان احادیث پر اعتماد کرکے ان سے استدلال نہ کرے، امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: جن احادیث و آثار سے استدلال درست نہیں ہے ان کا سیکھنا اور حاصل کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہے، جو قابلِ استدلال احادیث و آثار سیکھنے کا ہے:

قال الأوزاعي تعلم مالا يؤخذ به كما تتعلم ما يؤخذ به-------- ((قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث - (1 / 71)))

اور خاص اسی مقصد کے لیے علامہ ابوالفرج ابن الجوزیؒ المتوفی ۵۹۷ھ نے موضوعات، علامہ سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ نے اللآلی المصنوعۃ، ملا علی قاریؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ نے موضوعات کبیری، اور علامہ شوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۰ھ نے الفوائد المجموعۃ، علامہ لکھنویؒ المتوفی ۱۳۰۴ھ نے الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ لکھی ہیں۔

اور اگر مصنف کی طرف سے ان کے ضعیف یا موضوع ہونے کی کوئی صراحت نہ کی گئی ہو اور نہ ہی حاشیہ وغیرہ میں اس طرح کی کوئی وضاحت ہو تو ایسی صورت میں ان کو پھیلانا اور شئیر کرنا درست نہیں ہے، موضوع ہونے کی صورت میں اگر جان بوجھ کر کیا جائے تو اس کا ناجائز بلکہ حرام ہونا واضح ہے (کما سیاتی) ضعیف والی صورت میں اس کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدیثِ ضعیف بلا بیانِ ضعف صرف ترغیب و ترہیب و فضائل وغیرہ میں قبول ہوتی ہے۔

(ج)۔۔۔ وہ کتب جو حدیث کے موضوع پر نہ ہوں، بلکہ تبلیغِ دین، تصوف یا فضائل وغیرہ سے متعلق ہوں، اور ان میں وارد ساری احادیث صحیح یا اکثر کم از کم حسن کے درجے میں ہوں، تو ایسی کتب کو پھیلانے اور شیئر کرنے کے جواز میں تو کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اس میں کچھ احادیث موضوع یا شدید ضعیف ہوں، اگرچہ قلیل تعداد میں ہوں، تو ان کتب کو اس شرط کے ساتھ شیئر کر سکتے ہیں کہ ان کتب میں یا ان کے حواشی میں یا کتاب کے مقدمہ میں یا کتاب کے ساتھ منسلک تحریر میں موضوع احادیث کی نشاندہی کردی گئی ہو، یا کم از اجمالی طور پر یہ بتایا گیا ہو کہ اس کتاب میں بعض موضوع اور بہت کمزور احادیث بھی ہیں، اس لیے عمل کرنے سے پہلے علماء سے ان کی تحقیق کرلی جائے۔

(د)۔۔۔ وہ کتب جو حدیث کے موضوع پر نہ ہوں، بلکہ کسی اور موضوع مثلاً فضائل وغیرہ پر مشتمل ہوں اور ان سے احکام کا اثبات مقصود نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر ان میں وارد شدہ احادیث میں سے کچھ یا اکثر ضعیف ہوں تو بھی ان کا پھیلانا اور شئیر کرنا درست ہے، کیونکہ ترغیب و ترہیب اور فضائل کے باب میں احادیث ضعیفہ

دارالافتاء

جاری ہے۔۔۔۔۔

کے بیان میں حضرات محدثینؒ تساہل سے کام لیتے ہیں اور اس میں ان کے ضعیف ہونے کی وضاحت کو بھی شرط قرار نہیں دیتے، ملا علی قاریؒ شرح نخبہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

وأفاد أن غيره من الأحاديث الضعيفة التي يحتمل صدقها تجوز روايتها في الترغيب، والترهيب، والفضائل، من غير بيان ضعفه. (شرح نخبة الفكر للقاري-(1/ 453))

اور اسی وجہ سے مغازی کے باب میں امام ابن اسحاقؒ کی روایتوں کو بیان کرنا درست قرار دیا ہے، حالانکہ احکام کے باب میں امام ابن اسحاقؒ کی روایتوں پر اعتماد نہیں کیا جاتا:

قال الحاكم ((سمعت أبا زكريا العنبري يقول: الخبر إذا ورد لم يحرم حلالاً ولم يوجب حكما وكان في ترغيب أو ترهيب أغمض عنه وتسوهل في رواته)) ولفظ ابن مهدي فيما أخرجه البيهقي في المدخل ((إذا روينا عن النبي في الحلال والحرام والأحكام شددنا في الأسانيد وانتقدنا في الرجال وإذا روينا في الفضائل والثواب والعقاب سهلنا في الأسانيد وتسامحنا في الرجال)) ولفظ أحمد في رواية الميموني عنه ((الأحاديث الرقائق يحتمل أن يتساهل فيها حتى يجيء شيء فيها حكم)) وقال في رواية عباس الدوري عنه ((ابن إسحاق رجل تكتب عنه هذه الأحاديث)) - يعني المغازي ونحوها - وإذا جاء الحلال والحرام أردنا قوماً هكذا - وقبض أصابع يده الأربع- ((قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث للعلامة جمال الدين القاسمي الدمشقي - (1 / 70)

البتہ اس صورت میں بھی بہتر یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے وقت اس کے حاشیہ وغیرہ میں اس کے ضعف کو واضح کر دیا جائے۔

اور اسی سے کتاب فضائل اعمال کا حکم بھی واضح ہو گیا کہ چونکہ وہ فضائل کی کتاب ہے، اس لیے بعض ضعیف روایات کے باوجود اسے شئیر کرنا اور مساجد میں رکھنا جائز ہے۔

(۳)۔۔۔جن صورتوں میں اکثریت کا اعتبار کیا گیا ہے، تو اس میں اگر حدیث موضوع یا شدید ضعیف ہو تو چونکہ اس میں احادیثِ موضوعہ کے موضوع ہونے کی وضاحت کرنے کی شرط لگائی گئی ہے، لہٰذا اگر اس کا موضوع یا شدید ضعیف ہونا بتلا دیا جائے تو اس باطل حدیث کے بیان میں مددگار بن کر گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا۔

اور جو احادیث ضعیف ہوں، موضوع نہ ہوں، اور نہ ہی ان میں شدید ضعف ہو تو چونکہ ایسی احادیث فضائل اور ترغیب وترہیب وغیرہ میں مقبول ہیں، اس لیے ایسی کتب کو شیئر کرنے سے بھی گناہ گار ہونا اور گناہ میں مددگار بننا لازم نہیں آتا۔

شرح نخبة الفكر للقاري - (1 / 453)

دارالافتاء

(واتفقوا على تحريم رواية الموضوع) أي إذا عُلِم أنه موضوع ، (إلا مقروناً ببيانه) أي إلا نقلاً متصلاً ببيان كونه موضوعاً . (لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم : من حدَّث عنّي بحديث) يستوي فيه الترغيب والترهيب وغيرهما ، (يُرَى) بفتح الياء ، أي يعتقد ، أو بضمها وهو أبلغ أي يظن (أنه كَذِب) بفتح أو كسر ، يعني ولم يبين أنه كذب ، (فهو أحد الكَاذِبين) ضُبِطَ بصيغة الجمع ، والتثنية . (أخرجه مسلم) وأفاد أن غيره من الأحاديث الضعيفة التي يحتمل صدقها تجوز روايتها في الترغيب ، والترهيب ، والفضائل ، من غير بيان ضعفه .

شرح نخبة الفكر للقاري – (1 / 448)

(كبعض المقلدين) كما ذكر الواحدي حديث أُبَيِّ بن كعب الطويل في فضائل السور ، سورة فسورة تبعاً للثعلبي في تفسيره ، وقلده غيره في ذكرها في تفاسيرهم ، كالزَّمَخْشَرِي ، والبيضاويّ وكلهم أخطؤا ، ولا ينافي ذلك ما ورد في فضائل كثير من السور ، مما هو صحيح ، أو حسن ، أو ضعيف .

قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث للعلامة جمال الدين القاسمي الدمشقي– (1 / 70)

ذكر المذاهب في الأخذ بالضعيف واعتماد العمل به في الفضائل

ليعلم أن المذاهب في الضعيف ثلاثة،، الأول لا يعمل به مطلقاً لا في الأحكام ولا في الفضائل حكاه ابن سيد الناس في عيون الأثر عن يحيى بن معين ونسبه في فتح المغيث لأبي بكر بن العربي والظاهر أن مذهب البخاري ومسلم ذلك أيضاً يدل عليه شرط البخاري في صحيحة وتشنيع الإمام مسلم على رواة الضعيف كما أسلفناه وعدم إخراجهما في صحيحهما شيئاً منه وهذا مذهب ابن حرم رحمه الله أيضاً حيث قال في الملل والنحل ((ما نقله أهل المشرق والمغرب أو كافة عن كافة أو ثقة حتى يبلغ إلى النبي إلا أن في الطريق رجلاً مجروحاً بكذب أو غفلة أو مجهول الحال فهذا يقول به بعض المسلمين ولا يحل عندنا القول به ولا تصديقه ولا الأخذ بشيء)) انتهى

الثاني أنه يعمل به مطلقاً قال السيوطي ((وعزى ذلك إلى أبي داود وأحمد لأنهما يريان ذلك أقوى من رأي الرجال))

الثالث يعمل به في الفضائل بشروطه الآتية وهذا هو المعتمد عنه الأئمة قال ابن عبد البر: ((وأحاديث الفضائل لا يحتاج فيها إلى ما يحتج به)) و قال الحاكم ((سمعت أبا زكريا العنبري يقول: الخبر إذا ورد لم يحرم حلالاً ولم يوجب حكما وكان في ترغيب أو ترهيب أغمض عنه وتسوهل في رواته)) ولفظ ابن مهدي فيما أخرجه البهقي في المدخل ((إذا روينا عن النبي في الحلال والحرام والأحكام شددنا في الأسانيد وانتقدنا في الرجال وإذا روينا في الفضائل والثواب والعقاب سهلنا في الأسانيد وتسامحنا في الرجال)) ولفظ أحمد في رواية الميموني عنه ((الأحاديث الرقائق يحتمل أن يتساهل فيها حتى يجيء شيء فيها حكم)) وقال في رواية عباس الدوري عنه ((ابن إسحاق رجل تكتب عنه هذه الأحاديث)) – يعني المغازي ونحوها – وإذا جاء الحلال والحرام أردنا قوماً هكذا – وقبض أصابع يده الأربع–

دار الإفتاء

قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث - (1 / 71)

30- الجواب عن رواية بعض كبار الأئمة عن الضعفاء

قال الإمام النووي في شرح مسلم ((قد يقال لم حدث هؤلاء الأئمة عن هؤلاء مع علمهم بأنهم لا يحتج بهم ويجاب عنه بأجوبة

أحدها أنهم رووها ليعرفوها وليبنوا ضعفها لئلا يلتبس في وقت عليهم أو على غيرهم أو يتشككوا في صحتها. الثاني أن الضعيف يكتب حديثه ليعتبر أو يستشهد ولا يحتج به على انفراده

الثالث رواية الراوي الضعيف يكون فيها الصحيح والباطل فيكتبونها ثم يميز أهل الحديث والإتقان بعض ذلك من بعض وذلك سهل عليهم معروف عندهم وبهذا أحتج سفيان رحمه الله حين نهى عن الراوية عن الكلبي فقيل له أنت تروي عنه فقال ((أنا أعلم صدقة من كذبه))

الرابع أنهم قد يروون عنهم أحاديث الترغيب والترهيب وفضائل الأعمال والقصص وأحاديث الزهد ومكارم الأخلاق ونحو ذلك مما لا يتعلق بالحلال والحرام وسائر الحكام وهذا الضرب من الحديث يجوز عند أهل الحديث وغيرهم التساهل فيه ورواية ما سوى الموضوع منه والعمل به لأن أصول ذلك صحيحة مقررة في الشرع معروفة عند أهله وعلى كل حال فإن الأئمة لا يروون عن الضعفاء شيئاً يحتجون به على انفراده في الأحكام فإن هذا شيء لا يفعله إمام من أئمة المحدثين ولا محقق من غيرهم من العلماء وأما فعل كثيرين من الفقهاء أو أكثرهم ذلك واعتمادهم عليه فليس بصواب بل قبيح جداً وذلك لأنه إن كان يعرف ضعفه لم يحل له أن يحتج به فإنهم متفقون على أنه لا يحتج بالضعيف في الأحكام وإن كان لا يعرف ضعفه لم يحل له أن يهجم على الاحتجاج به من غير بحث عليه بالتفتيش عنه إن كان عارفا أو بسؤال أهل العلم به إن لم يكن عارفا)) انتهى

وقال شيخ الإسلام ابن تيميه رحمه الله تعالى ((قد يكون الرجل عندهم ضعيفاً لكثرة الغلط في حديثه ويكون حديثه الغالب عليه الصحة فيروون عنه لأجل الاعتبار به والاعتضاد به فإن تعدد الطرق وكثرتها بقوى بعضها بعضاً حتى قد يحصل العلم بها ولو كان الناقلون فجاراً وفساقاً فكيف إذا كانوا علماء عدولاً ولكن كثر في حديثهم الغلط وهذا مثل عبد الله بن لهيعة فإنه من أكابر علماء المسلمين وكان قاضياً بمصر كثير الحديث ولكن احترقت كتبه فصار يحدث من حفظه فوقع في حديثه غلط كثير مع أن الغالب على حديثه الصحة قال أحمد قد أكتب حديث الرجل للاعتبار به مثل ابن لهيعة وأما من عرف منه أنه يتعمد الكذب فمنهم من لا يروى عن هذا شيئاً وهذه طريقة أحمد بن حنبل وغيره لم يرو في مسنده عمن يعرف أنه يتعمد الكذب لكن يروى عمن عرف منه الغلط للاعتبار به والاعتضاد ومن العلماء من كان يسمع حديث من يكذب ويقول إنه يميز بين ما يكذبه وبين ما لا يكذبه ويذكر عن الثوري أنه كان يأخذ عن الكلبي وينهى عن الأخذ عنه ويذكر أنه يعرف ومثل هذا قد يقع لمن كان خبيراً بشخص إذا حدثه بأشياء يميز بين ما صدق فيه وما كذب فيه بقرائن لا يمكن ضبطها وخبر الواحد قد يقترن به قرائن تدل على أنه صدق وقرائن تدل على أنه كذب)) انتهى

جاری ہے------

دار الافتاء

وروى الإمام ابن عبد البر في ((جامع بيان العلم وفضله)) في باب الرخصة في كتابة العلم عن سفيان الثوري أنه قال ((إني أحب أن أكتب الحديث على ثلاثة أوجه حديث أكتبه أريد أن أتخذه ديناً وحديث رجل أكتبه فأوقفه لا أطرحه ولا أدين به وحديث رجل ضعيف أحب أن أعرفه ولا أعبأ به وقال الأوزاعي تعلم مالا يؤخذ به كما تتعلم ما يؤخذ به))

قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث - (1 / 72)

32- ما شرطه المحققون لقبول الضعيف

قال السيوطي في التدريب ((لم يذكر ابن الصلاح والنووي لقبوله سوى هذا الشرط كونه في الفضائل ونحوها)) وذكر الحافظ ابن حجر له ثلاثة شروط أحدها أن يكون الضعف غير شديد فيخرج من انفرد من الكذابين والمتهمين بالكذب ومن فحش غلطه نقل العلائي الاتفاق عليه الثاني أن يندرج تحت أصل معمول به الثالث أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته بل يعتقد الاحتياط)) وقال الزركشي ((الضعيف مردود ما لم يقتض ترغيباً أو ترهيباً أو تتعدد طرقه و لم يكن المتابع منحطاً عنه)) انتهى

قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث - (1 / 74)

نقل السخاوي في فتح المغيث عن الحافظ ابن منده مما سمعه من محمد بن سعد الباوردي ((أن النسائي صاحب السنن لا يقتصر في التخريج عن المتفق على قبولهم بل يخرج عن كل من يجمع الأئمة على تركه)) قال العراقي ((وهو مذهب متسع)) قال ابن منده ((وكذلك أبو داود يأخذ مأخذ النسائي يعني في عدم التقيد بالثقة والتخريج لمن ضعف في الجملة وإن اختلف صنيعهما)) وقال السخاوي ((أبو داود يخرج الضعيف إذا لم يجد في الباب غيره وهو أقوى عنده من رأي الرجال...***والله سبحانه وتعالى اعلم***

عبد الرحمن خضر

عبدالرحمن خضر غفرلہ ولوالدیہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲/جمادی الثانیہ/۱۴۳۹ھ

19/فروری/2018ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۲/جمادی الثانیہ/۱۴۳۹ھ

19/فروری/2018ء

الجواب صحیح

۱۴۳۹/۶/۳ھ

الجواب صحیح

محمد القاسم

۱۴۳۹/۶/۴ھ

دارالافتاء

فتوی نمبر ۲۲/۱۹۵۵